سوال

(47) مولانا ابوالکلام آزاد

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مولانا ابوالکلام آزادمرحوم نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں سامری اورحضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگومتعلقہ بچھڑا سورہ طٰہٰ میں لکھاہے کہ قرآن میں جہاں کہیں بغیراضافت واسنادکے ''الرسول''کالفظ آیاہے وہاں فرشتہ کامطلب مرادنہیں ہوگا۔کیامرحوم کایہ کلیہ درست ہے۔؟جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

یہ اصطلاح سلف کے خلاف ہے۔علماء سلف نے اس سے فرشتہ ہی مرادلیاہے۔اصل بات یہ ہے کہ جب کسی کاخیال اُلٹ جاتاہے تووہ اصطلاح بھی الٹی بنالیتاہے۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے مرزاقادیانی لکھتے ہیں:

''جب توفّی کافاعل اَللہ ہواورمفعول ذی روح ہوتواس کے معنی پورالینے کے نہیں ہوتے بلکہ قبض روح کے ہوتے ہیں۔''

مرزاقادیانی نےاپنے کلیہ کے خلاف ثابت کرنیوالے کےلیےایک ہزارروپیہ انعام بھی رکھ دیا۔مرزاصاحب نے دیکھاکہ دنیامیں ایک ہی ایساواقعہ ہواہےجس میں مسلمانوں کاخیال ہے کہ اللہ تعالی نے ذی روح شئی کوپورالیااوروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کاواقعہ ہے۔پس انہوں نے یہ اصطلاح بناکرانعام رکھ دیاتاکہ نہ کوئی اس کودوسری جگہ ثابت کرسکے اورنہ انعام لےسکے۔چنانچہ ان کایہ افسوں ایساکارگرہواکہ سینکڑوں لوگ گمراہ ہوگئےاوریہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ جب دنیابھرمیں ایساواقعہ ہی ایک ہے تودوسری جگہ سے کوئی اس کی مثال کسی طرح لائے گا؟لیکن بحکم : الحق یعلوہ ولایعلی (حق غالب رہتاہے، مغلوب نہیں ہوتا)

علمائے اسلام نے مرزاصاحب کوہررنگ میں لیا۔۔۔چنانچہ مرزاصاحب کی اصطلاح کے مقابلہ میں علمائے اسلام نے اسی قسم کی ایک اصطلاح بناکرپیش کردی اوروہ یہ کہ:

''جب رفع کافاعل ''اللہ''ہواورمفعول ذی روح ہواوراس کے بعدکلمہ اِلیٰ آئےجس کامجرورضمیراللہ کی طرف لوٹے تواس کے معنی طبعی موت یارفع درجات کے نہیں ہوتے بلکہ رفع جسمانی کےہوتے ہیں۔''

لیجیے:۔۔۔۔۔۔۔۔ع ''روٹی کے بدلے روٹی کیاچھوٹی کیاموٹی۔''

سوایسے ہی سامری کے قصہ میں مولاناابوالکلام آزادمرحوم کاخیال چونکہ سلف صالحینؒ کے خلاف تھااورانہوں نے دیکھاکہ صرف ایک ہی واقعہ میں ''الرسول''سے مرادفرشتہ آیا

ہے۔ اس لیے انہوں نے ''الرسول ''کی ایک اصطلاح بنا کر سلف کے معنی کو رد کر دیا۔

اگر اس طرح اصطلاح بن سکتی ہے تو ہم بھی اس کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ :

''یہ اصطلاح اس وقت ہے۔ جب اس کے ساتھ ''اثر''کا لفظ نہ ہو یہاں چونکہ ''اثرالرسول '' فرمایا ہے اس لیے یہاں یہ اصطلاح جاری نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ ''الرسول ''میں ''الف لام ''خود اضافت کا کام دے رہا ہے۔ یہ کہنا کہ اضافت نہیں۔ کس قدر غفلت ہے بلکہ رسول کے معنی ہی میں اضافت موجود ہے۔ کیونکہ رسول کے معنی مرسل کے ہیں اور مرسل بغیر مرسِل کے نہیں ہوتا۔ پس جیسے موقعہ ہو گا ویسے مراد لیا جائے گا۔''

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں بادشاہ کا مرسَل ہے اور سورہ یٰسین کے شروع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرسَل ہے اور عام طور پر قرآن مجید میں اللہ کا رُسل مرسل ہوتا ہے پھر اس سے کبھی بشر رسول مراد ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ۔

نیز یہاں ایک اور بات بھی غور طلب ہے وہ یہ کہ رسول کے معنی مرسل کے ہیں۔ اور قرآن مجید میں کئی جگہ ایک کی جگہ دوسرا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے دوسرے پارہ کے اخیر میں فرمایا :

وَاِنَّکَ لَمِنَ ا مُر سَلِینَ ۲۵۲ ---سورۃ البقرۃ

(یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یبشک تو پیغمبروں میں سے ہے)

اس کے متصل فرمایا :

تِلْکَ لرُّسُلُ فَضَّلْ نَا بَعْضَهُم عَلَیٰ بَعْضٍ

(یعنی یہ پیغمبر (جن سے ایک آپ ﷺ بھی ہیں ان میں سے) بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ہے)

یہاں پہلے جن کے حق میں مرسَل کہا ہے۔۔ پھر انہی کو ' رسول 'کہہ کر خطاب فرمایا اور بشر رسول ہیں۔ اسی طرح پارہ 12 رکوع 7 میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا ہے۔ اس میں بھی مرسَل کا لفظ ہے اور یہی قصہ پارہ 14 رکوع 5۔4 اور پارہ 26 رکوع اخیر میں ذکر فرمایا اور وہاں بھی مرسَل کا لفظ آیا ہے اور مراد دونوں جگہ فرشتے ہیں۔ پس جب قرآن مجید میں دونوں ایک ہیں تو جیسے المرسل سے مراد قرآن مجید میں فرشتہ آیا ہے۔ الرسول سے مراد بھی فرشتہ ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہم تو ایک ہی بات جانتے ہیں وہ یہ کہ سلف کا خلاف جائز نہیں۔ کیونکہ وہ لغت اور اصطلاحات سے غافل نہ تھے ہماری اصطلاحات، سلف صالحینؒ کے مقابلہ میں محض ''ڈھکوسلے ''ہیں اور کچھ نہیں۔ 73 فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ حق ہے اور وہ 'ماانا علیہ واصحابی '' ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ناجی فرقہ وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں) (ملاحظہ ہو مشکوۃ باب الاعتصام ص 30)

خاکساری فتنہ!

عنایت اللہ ''مشرقی ''کی بعض تحریرات اور ان کے انکشاف حقیقت کے متعلق سوال بخدمت شریف جناب حافظ صاحب مدظلہ

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل اقتباسات عنایت اللہ مشرقی کے اخبار ''الاصلاح'' ''دعوت'' وغیرہ سے لیے گئے ہیں۔ ان پر روشنی ڈالیں کہ یہ صحیح ہیں یا غلط۔ اوران کی حقیقت کیا ہے ؟ (سائل یکے ازشملہ)

(1) «من مات ولم یحد امامہ فقدمات» (حدیث)

(ترجمہ علامہ مشرقی) ''یعنی جومر گیااوراس نے اپنے امام کو نہیں دیکھا یعنی اپنے سردار کو نہیں بتایا۔ وہ جاہلیت یعنی کافروں کی موت مرا۔'' (دعوۃ ص 6)

(2) (ترجمہ حدیث) (نمازمیں) اگرتم نے ذراپہلے اورپیچھے اپنا سرزمین سے اٹھالیا توتم وہ بدبخت ہوجس کا سرقیامت کے دن گدھے کا ہوگا۔

(3) ایک شخص کے کفرپر99 دلائل ہوں گے مگرایک دلیل اس کے ثبوت اسلام پر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ اس شخص کے حکم اسلام پر حکم کرے۔'' (رسائل ابن عابدین جزءاول ص 326)

(4) (ترجمہ) ''کفرایک امر عظیم ہے۔ علماء اسلام میں سے کسی ایک نے بھی کفر مسلم پر حکم کرنیکی دلیری نہیں کی۔'' (رسائل ابن عابدین ص 366)

(5) اگرایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافرکہے تو اسے تعزیر نہ دی جائے جب تک وہ اس شخص کو ''کافرباللہ'' نہ کہے۔ کیونکہ وہ مسلمان جسے کافرکہا گیا ہے تو بتوں پروہ فی الحقیقت کافرہے توقائل کا لفظ ''یاکافر'' دومعنوں پر متحمل ہے۔ یعنی کافرباللہ کا اورکافر بتوں کا۔'' (شامی جلدسوم ص 253)

(6) وہ لفظ جوموجب تکفیر ہو مگرساتھ اس کے دوسرے معنی کا احتمال بھی رکھتا ہو تو فقہاء ومحققین کے ضابطہ موافق جس لفظ میں احتمالات ہوں تووہ استدلات کفر کوساقط کردیتے ہیں۔'' (رسائل ابن عابدین جزء اول ص 367)

(7) ''خطبہ جمعہ کے وقت ازروئے حدیث ثابت کرتے ہیں کہ رسول خداﷺ کا پاخانہ صحابہ کرام (معاذاللہ) تناول کرتے تھے الغرض ان خداکے مقرب بندوں نے میرے اپھرہ پہنچتے ہی مجھ پر کفر کا فتوی لگایا۔ میں جب ان کی مسجد میں نماز جمعہ کےلیے گیا اورمناقب رسول ﷺ کے عنوان کے ماتحت اوپرکی پاخانہ والی حکایت ان کے ملّا سے سن رہاتھا۔ ان کے بڑے ملّانے مجھے دجال اور کہا۔'' (''الاصلاح'' 5اپریل سنہ 1935ء صفحہ 6-3)

(8) تکفیر مسلم کا جومسئلہ ہے اگراس میں 99 احتمالات کفر کے ہوں اورایک احتمال کفر کے نفی میں ہو تو مفتی وقاضی کےلیے بہتر یہی ہے کہ اس احتمال پر جومانع کفر ہے ، عمل کرے۔ اس لیے ہزار کافروں زندہ چھوڑجانے کی خطا بہت کم ہے۔ اس خطا سے جوایک مسلمان کے فنا ہونے میں سرزد ہوجائے۔'' (ملاعلی قاری ص 199)

(9) ''علیکم بالجماعۃ والسمع والطاعۃ (ترجمہ حدیث از ''علامہ مشرقی'') اے مسلمانو! تم پر فرض ہے کہ جماعت کوقائم کرو۔ پھراپنے امیر کے حکموں کوسنواوراس کی بے چون وچرا اطاعت کرو۔'' (''دعوت'' ص 5)

(10) 1۔ تم پکی روٹی پرایمان رکھتے ہو۔ اب نہ رکھو۔ 2۔ تم اس کے اس مسئلہ پرکہ شہوت کے وقت (معاذاللہ) مشت زنی جائز ہے ایمان رکھتے ہو۔ 3۔ تم مولویوں کے اس مسئلہ پرکہ رسول خداﷺ کا پاخانہ معاذاللہ صحابہ کرام کھاتے تھے۔ (ایمان رکھتے ہو)''

(11) ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مسجد میں معتکف تھے۔ تسبیح ہاتھ میں تھی ، وظیفہ کا وردفرمارہے تھے۔ فاروق نماز کوآئے ہاتھ سے تسبیح چھین کرپھینک دی اورفرمایاکہ تم عیسائیوں کی طرح اسلام میں بھی ڈھونگ رچانا چاہتے ہو۔ اسلام حرکت کانام ہے اُٹھو، خدمت خلق کرو۔ بزرگوں کا قول ہے۔

عبادت بجزخدمت خلق نیست بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست

شیخ سعدیؒ (بحوالہ ''ہمدم ''لکھنؤ از اخبار ''الاصلاح '')

جوابات

(1) اصل حدیث یوں ہے :

«من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاہلیۃ» (مشکوۃ کتاب الامارۃ ص 132

(ترجمہ) ''جو شخص مرجائے اور اس کی گردن میں بیعت نہیں وہ جاہلیت کی موت مرگیا۔''

اس حدیث میں بیعت سے امام کی بیعت مراد ہے۔ اور امام سے مراد دوسری حدیث میں امام قتال بتایا ہے۔ (یعنی صاحب حکومت جو جنگ کرسکے) (مشکوۃ الامارۃ ص 318) اگر ایسا امام موجود نہ ہو تو پھر حکم ہے کہ سب فرقوں سے الگ رہو۔ خواہ درخت کی جڑ کھانی پڑے۔ (مشکوۃ کتاب الفتن ص 461)

نوٹ :۔ جاہلیت کی موت سے کفر کی موت مراد نہیں بلکہ بغاوت ہے۔،

(2) اصل حدیث یوں ہے :

«اما یخشی الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار» (مشکوۃ باب ماعلی الماموم من المتابعۃ ص 102)

''جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ خدا اس کا سر گدھے کا بنا دے۔''

اس میں نہ قیامت کا ذکر ہے نہ اس میں قطعی فیصلہ ہے کہ اس کا سر گدھے کا ہوجاتا ہے بلکہ صرف خوف دلایا ہے۔

(3-4-5) شامی جلد سوم وغیرہ کے حوالہ سے جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لفظ کے دو یا زیادہ معانی ہوں اور یہ معلوم نہ ہوسکے۔ کہ متکلم کی مراد کونسا معنی ہے۔ بعض معانی کی بناء پر کفر لازم آتا ہے۔ بعض معانی کی بناء پر کفر لازم نہیں آتا۔ ایسی صورت میں کفر کا فتوی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ متکلم کی مراد میں شک ہے، شاید متکلم کی مراد وہ معنی ہو جس سے کفر لازم نہیں آتا۔ چنانچہ خود شامی جلد 3 صفحہ 312 میں اس کی تصریح کی ہے، لکھا ہے :

"وفی الخلاصۃ وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم زاد فی البزازیۃ الا اذا صرح بارادۃ موجب الکفر ولا ینفعہ التاویل"

یعنی ''جب مسئلہ میں کئی احتمال ہوں جو موجب کفر ہوں اور ایک احتمال کفر سے مانع ہو تو مفتی کو اس ایک کی طرف جھکنا چاہیے۔ کیونکہ مسلمان پر حسن ظن رکھنے کا حکم ہے ہاں جب متکلم اپنی مراد کی تصریح کردے جو موجب کفر ہے تو پھر تاویل کا کوئی فائدہ نہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ یہ شک کی صورت میں ہے۔ جبکہ متکلم کی مراد متعین نہ ہو۔ اگر متکلم کی مراد کا علم ہوجائے تو پھر ایک ہی وجہ کفر کے فتوے کے لیے کافی ہے خواہ دوسری کتنی اشیاء اس میں ایمان کی موجود ہوں، ان کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص قرآن کی ساری سورتوں پر ایمان رکھے صرف ایک سورۃ کا منکر ہو تو وہ بالاتفاق کافر ہے۔ اسی طرح کوئی سارے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے تمام کتب سماوی کو مانے، صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن مجید پر ایمان نہ رکھے تو وہ بھی بالاتفاق کافر ہے۔

سیاسیات میں اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص انگریز کے سارے قوانین کا پابند ہو صرف ایک قانون سے حکم عدولی کرے تو وہ اس کا باغی کہلاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ایمان

اور کفر کا معاملہ ہے۔

(7) اسی قسم کی کوئی روایت ثابت نہیں کہ معاذاللہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا پاخانہ کھاتے تھے یہ بالکل غلط ہے۔

(8) اس کا جواب نمبر 6۔5۔4۔3۔ میں ہوچکا ہے۔

(9) یہ الفاظ کسی خاص حدیث میں مجھے یاد نہیں پھر ان کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ بنانا اس کا ترجمہ نہیں اگرچہ جماعت کا بنانا اور امیر مقرر کرنا حسب طاقت ضروری ہے۔ لیکن ان الفاظ کا یہ ترجمہ بنانا نہیں بلکہ ان کا ترجمہ صرف یہ ہے کہ جماعت کو لازم پکڑو۔ یعنی جماعت موجود ہو تو اس سے جدا نہ ہو۔ پھر جماعت بھی شریعت کے مطابق ہو نہ کہ خاکساری جن کے عقائد سراسر شریعت کے خلاف ہیں۔

(10) مشت زنی کا مسئلہ حدیث کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص نکاح کی طاقت رکھے وہ روزے رکھے۔ یہ اس کے لیے خصی ہونا ہے۔ (مشکوۃ کتاب النکاح)

(11) رسول اللہ ﷺ اعتکاف بیٹھے تھے۔ قرآن مجید میں بھی اعتکاف بیٹھنے کا ذکر ہے ارشاد ہے۔

وَلَاتُبَٰشِرُوهُنَّ وَأَنتُم عَٰكِفُونَ فِي ا مَسَٰجِدِ --سورة البقرة187

یعنی عورتوں سے اعتکاف کی حالت میں مباشرت نہ کرو۔''

نیز ارشاد ہے :

وَعَهِد نَآإِلَىٰٓ إِبۡ رَٰهِ مَ وَإِسۡ مَٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيۡ تِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَ ا عَٰكِفِينَ وَ لرُّكَّعِ لسُّجُودِ --سورة البقرة125

''یعنی ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو وصیت کی کہ میرے گھر کو طواف کرنے۔ اعتکاف کرنے اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے صاف کردو۔''

پس جب اعتکاف اتنی اہمیت رکھتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے شخص اس کو اس حقارت کی نظر سے کس طرح ٹھکرا سکتے ہیں جس کا سوال میں ذکر ہے یہ روایت بالکل غلط ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص109

محدث فتویٰ